© rasailojaraid.com

کھیت تھا اور وہ اس کی پانی کی نالیوں کے اطراف میں چقندر کی کاشت کیا کرتی تھیں۔ جمعہ کے دن وہ اس چقندر کو جڑوں سے اُکھاڑتیں اور ایک ہنڈیا میں اسے پکاتیں۔ پھر اُوپر سے ایک مٹھی جو کا آٹا اس پر چھڑک دیتیں۔ اس طرح یہ چقندر گوشت کی طرح ہو جاتا۔ جمعہ سے واپسی پر ہم ان کے ہاں جاتے اور انھیں سلام کرتے۔ وہ یہی پکوان ہمارے آگے کر دیتیں اور ہم اسے چاٹ جاتے۔ ہم لوگ ہر جمعہ ان کے اس کھانے کے آرزومند رہا کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب الجمعۃ، باب قول اللّٰہ تعالٰی: فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا...... ح ۹۳۸)

۵- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی بعض ہنر جانتی تھیں۔ ایک دفعہ وہ اللہ کے رسولؐ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں ایک ہنر جانتی ہوں اور چیزیں بنا کر فروخت کرتی ہوں۔ مگر میرے شوہر اور بچوں کا کوئی ذریعہ آمدن نہیں تو کیا میں اپنے کمائے ہوئے مال سے ان پر خرچ کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں بلکہ تمھیں اس پر ثواب ملے گا۔ (طبقاتِ ابن سعد، ج ۸ ص ۲۱۲)

۶- امام ابن سعد نے اپنی کتاب الطبقات میں اس طرح کے کچھ اور واقعات بھی نقل کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبویؐ میں عورتیں چھوٹے موٹے کام کاج کیا کرتی تھیں۔ بعض عورتیں عطر بنا کر فروخت کرتی تھیں۔

عملی مسائل

ایک مسلمان عورت ستر و حجاب کے احکام کا لحاظ رکھتے ہوئے ملازمت یا تجارت کر سکتی ہے۔ اس اصول کا جب ہم اپنے معاشرے پر اطلاق کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں بڑی پریشانی ہوتی ہے، اس لیے کہ پورے ملک میں اختلاط مرد و زن کی ایسی لہر اُٹھی ہوئی ہے کہ کوئی شعبہ بھی اس کے مضر اثرات سے محفوظ نہیں۔ یہ بات درست ہے کہ تدریس، طب، قانون، انتظامیات اور اس طرح کے بے شمار شعبوں میں خواتین کی ضرورت ہے۔ لیکن اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے انتظامات مناسب نہیں۔ سب سے پہلے تو یہ ضروری تھا کہ مرد و زن کا اختلاط روکنے کے لیے الگ الگ ادارے قائم کیے جاتے۔ خواتین کی یونی ورسٹیاں الگ بنائی جاتیں۔ پھر خواتین کے متعلقہ اداروں کا انتظام و انصرام عورتوں ہی کے پاس ہوتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب بھی اسے انتہائی دشوار کہہ کر نظرانداز کردیا جاتا ہے حالانکہ نیت درست ہو تو یہ کچھ دشوار نہیں۔ اگر خواتین کے لیے الگ یونی ورسٹیاں اور دیگر ادارے بنانا ہر جگہ ممکن نہیں تو کم از کم خواتین کے شعبے ہی الگ بنا دیے جائیں اور وہاں مردوں کے اختلاط کو ختم کردیا جائے۔

بیوی کی کمائی پر شوہر کا حق

عورت کی ملازمت کے ساتھ یہ مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ بیوی ملازمت یا تجارت وغیرہ کے ذریعے جو مال حاصل کرتی ہے اس کی وہ اکیلی مالک ہے یا اس کا شوہر بھی اس کا حق دار ہے؟ جہاں تک عورت کو ملازمت کے علاوہ دیگر ذرائع (مثلاً وراثت، مہر، ہبہ وغیرہ) سے حاصل ہونے والے مال کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ واضح رہے کہ اس پر شوہر کا کوئی حق نہیں۔ عورت ہی اس مال کی مالک ہے۔ ہاں، اگر وہ اپنی خوشی سے شوہر کو کچھ دیتی ہے تو یہ الگ بات ہے۔ البتہ اگر عورت شادی کے بعد مال کماتی ہے تو اس مال کے بارے میں سب سے پہلے تو یہ دیکھا جائے گا کہ آیا اس مال کمانے کی محنت میں شوہر کے حقوق میں کمی تو نہیں ہوئی۔ اگر شوہر کے حقوق میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوئی تو پھر اس مال پر قانونی طور پر شوہر اپنے حق ملکیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا، مثلاً عورت کو وراثت میں ایک مکان یا دکان ملی جسے اس نے کرائے پر اٹھا دیا ہے اور بغیر محنت یا وقت صرف کیے اس کی کمائی اسے حاصل ہو رہی ہے۔ اس کمائی پر خاوند کا قانونی طور پر کوئی حق نہیں ہے۔

اگر عورت کسی ملازمت یا دستکاری وغیرہ کے ذریعے مال کماتی ہے اور اس میں محنت اور وقت صرف کرنے کی وجہ سے خانگی ذمہ داریاں متاثر ہوتی ہیں تو شوہر کو اس پر اعتراض ہوسکتا ہے۔ شوہر اگر اعتراض کرے تو اس کے نتیجے میں میاں بیوی کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ طے پاسکتا ہے جس پر دونوں رضامند ہوں۔ ایسی صورت میں خاوند اپنی بیوی کی کمائی سے کچھ حصے کا دعویٰ بھی کرسکتا ہے اور ملازمت چھوڑنے پر اسے مجبور بھی کرسکتا ہے۔ اگر بالفرض خاوند ایسا کوئی اعتراض نہ کرے تو الگ بات ہے۔ پھر بھی اخلاقی طور پر عورت کو چاہیے کہ اپنے اس مال سے خاوند کے ساتھ تعاون کرے۔

یہ تو تھا اس مسئلے کا قانونی حل، لیکن ضروری نہیں کہ ہر مسئلے کو قانونی انداز سے دیکھا جائے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالخصوص میاں بیوی کے درمیان جو رشتہ ہے وہاں صرف قانونی تقاضوں ہی کو اگر مدنظر رکھا جائے تو یقیناً اکثر شادیاں ناکام ہو جائیں اور خاندانی زندگی کا امن وسکون تباہ و برباد ہو جائے۔ ازدواجی زندگی میں قانونی پہلو کے ساتھ اخلاقی پہلو کی بنیادی اہمیت ہے۔ اخلاقی پہلو کی رعایت کرتے ہوئے میاں بیوی میں سے ہر ایک کو اپنے شریکِ حیات کا خیرخواہ بن کر رہنا چاہیے۔ مرد نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے لیکن اس کی معاشی حالت اگر کمزور ہے اور بیوی کی معاشی حالت اچھی ہے تو بیوی کو ازخود خاوند کی مدد کرنی چاہیے۔ حضرت خدیجہؓ مال دار تھیں اور شادی کے بعد انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح اپنے مال سے دل کھول کر مدد کی وہ قابلِ اتباع ہے۔

لیکن اگر شوہر صاحبِ حیثیت ہے، اسے مال کی ضرورت بھی نہیں، بیوی کی ملازمت پر اعتراض بھی نہیں، تو عورت اپنی آمدنی کو اپنی آزاد مرضی سے شرعی لحاظ سے ہر طرح کی جائز مدات میں صرف کرنے کا حق رکھتی ہے۔ تاہم اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری شوہر کی ہی رہے گی۔

الھدیٰ انٹرنیشنل (انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن) میں قرآنی تعلیم میں دل چسپی رکھنے والی ایسی طالبات/خواتین جو مالی مجبوریوں کی وجہ سے قرآنی تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں، ان کے لیے محدود وظائف دستیاب ہیں۔

خواہش مند اپنی درخواستیں بمعہ فوٹو کاپی شناختی کارڈ درج ذیل پتے پر بھجوائیں:

STAIGHT WAY
M.R.I
REICHENBERGER STR, 33A
10999 - BERLIN
GERMANY

© rasailojaraid.com